نوٹس: ھِدایہ شریف جلد ثالث سوالاً جواباً

مؤلف: احمد نواز قادری عطاری

مزید نوٹس کے لیے رابطہ کریں:

← 0302-4154930 یا گوگل پر اُردو میں سرچ کریں:

احمد نواز قادری عطاری کے نوٹس

AL- FAREED ONLINE ACADEMY

کلماتِ آغاز

الحمد للہ "**الفرید آن لائن اکیڈمی**" بہت ساری درسی کتب کے سوالاً جواباً نوٹس بنا چکی ہے، بالخصوص تخصص یعنی مفتی کورس میں پڑھائی جانے والی کتب کے آسان فہم نوٹس اور تراجم۔ ہمارا یہ سلسلہ آگے جاری ہے، ان شاء اللہ ہم مکمل درس نظامی کتب کے نوٹس شائع کریں گے تاکہ طلبا و طالبات کے لیے امتحان دینا آسان ہو جائے۔

ہمارے بنائے ہوئے نوٹس کی خصوصیات:

← بورڈ کے سالانہ امتحان کے مطابق۔

← سوالاً جواباً، آسان فہم۔

← طوالت سے پاک۔

← تھوڑے ٹائم میں مکمل تیاری۔

← باقاعدہ کسی جامعہ میں نہ پڑھنے والے طلبا کے لیے بہت مفید۔

← پوری کتاب کا چند صفحات میں مکمل خلاصہ۔

← اہم اور ضروری ابحاث کا ذکر۔

نوٹ: ذہین اور باقاعدہ مدارس میں پڑھنے والے طلبا صرف ان نوٹس پر اقتصار نہ کریں بلکہ سو فیصد کامیابی اور ایک کامیاب مدرس بننے کے لیے کتاب کی طرف ضرور مراجعت کریں۔

العبد الفقیر احمد نواز قادری عطاری

ھدایہ شریف جلد ثالث نوٹس

سوال:ھدایہ شریف کے مصنف کا تعارف لکھیں؟

جواب: ہدایہ کے مصنف کا تعارف

نام: علی

والد کا نام: ابو بکر

لقب: برہان الدین، شیخ الاسلام، ظہیر الدین

کنیت: ابو الحسن

نسبت: المرغینانی

مکمل نام: ظہیر الدین ابو الحسن علی بن ابو بکر المرغینانی الصدیقی الحنفی

ولادت ووفات: (511ھ-593ھ)

تعارف

محقق جمیل، عالم نبیل، فاضل جلیل، روشن قندیل، مسلک میں عدیل، عمدہ کردار، اعلیٰ گفتار فروع کے تاجدار، فقہاء میں اخیار ظہیر الدین ابو الحسن علی بن ابو بکر المرغینانی الصدیقی الحنفی ازبکستان کے ایک شہر فرغانہ کے علاقہ مرغینان میں پیدا ہوئے جیسے مرغیلان اور مارگیلان بھی کہا جاتا ہے، سلسلہ نسب

آپ کا خلیفہ بلا فصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اپنے دور کے نامور اور ماہر اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ، اپنے زمانہ کے بڑے علماء اور فقہاء میں شمار ہوتے تھے، بہت کم کھانا کھاتے تھے اکثر ایام روزہ میں گزارتے تھے۔ قارئین ذی اکرام آپ رحمۃ اللہ علیہ فقہاء احناف میں ایسا ستارہ ہیں جس کی روشنی سے کوئی بھی صاحب علم بے خبر نہیں ، جن کے مدوحین میں اپنے پرائے سب شامل ہیں۔ طبقات فقہاء میں سے پانچویں طبقے "اصحاب الترجیح" میں آپ کا شمار کیا جاتا ہے۔

اساتذہ:

مفتی ثقلین نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ، ابو الفتح محمد بن عبد الرحمن، شیخ عثمان بن ابراہیم الخواقندی، ابوالبرکات عبد اللہ بن محمد الفرادی، ضیاء الاسلام عمر بن محمد بسطامی، شیخ بہاء الدین علی بن محمد اسبیجابی۔

تلامذہ:

حسن بن منصور بن ابو القاسم محمود بن عبد العزیز الأُوْزجَنْدی المعروف قاضي خان، شمس الائمہ کردری حنفی، محمد بن عبد الغفّار بن محمد العلماوی الکردري، محمد بن احمد بن عمر ظهیر الدین صاحب فتاویٰ الظهیریہ، شیخ الاسلام جلال الدین محمد، برہان الاسلام علامہ زرنوجی، قاضی القضاۃ محمد بن علی سمرقندی۔

تعریفی کلمات

علامہ عبد الحیٔ لکھنوی فرماتے ہیں: "كان إماماً فقيهاً، حافظاً، محدثاً، مفسراً، جامعاً للعلوم، ضابطاً للفنون، متقناً، محققاً، نظاراً، مدققاً، زاهداً، ورعاً، فاضلاً،

ماهراً، أصولياً، أديباً، شاعراً، لم تر العيون مثله، في العلم والأدب. وله اليد الباسطة في الخلاف، والباع الممتد في المذهب" (الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ، ص141، مطبعۃالسعادۃ)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ امام وقت، فقیہ بے بدل، حافظ دوراں، محدث زماں، مفسر قرآں، علوم کے جامع، ضابطہ فنون، متقی، محقق، وسیع النظر، باریک بین، زاہد، صاحب ورع، فاضل، ماہر، اصول کے امام، ادیب کامل، مضبوط شاعر تھے، آنکھوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مثل علم وفن میں نہیں دیکھا، آپ اختلافی مسائل کو جاننے والے اور مذہب حنفی میں نہایت مضبوط تھے۔

الجواہر المضیہ میں ہے:"أقر له أهل عصره بالفضل والتقدم كالإمام فخر الدين قاضى خان، والإمام زين الدين العتابى" (الجواہر المضیہ، ج2، ص627، دار ہجر القاہرہ)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصروں نے آپ کی فضیلت اور بڑھائی کا اقرار کیا جیسے امام قاضی خان اور امام زین الدین عتابی۔

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: آپ اپنے وقت کے جلیل القدر اورماہر و کامل عالم تھے۔(بہار شریعت، حصہ 19، ص1047)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو امام جلیل اور ظہیر الدین جیسے القابات سے یاد فرمایا۔(فتاویٰ رضویہ، ج1، ص70)

تصانیف

ہدایہ، بدایۃ المبتدی، کفایۃ المنتہی ،یہ 80 جلدوں میں آپ نے لکھی، التجنیس والمزید، مناسک الحج، مختار مجموع النوازل، الفرائض۔(تاج التراجم، ص207، دارالقلم دمشق)

ہدایہ شریف

یہ کتاب مستطاب چھٹی صدی ہجری کی عظیم شاہ کار ہے، صدیوں سے درس نظامی کے نصاب میں باقاعدہ سبقاً پڑھائی جارہی ہے، مسائل کے ساتھ ساتھ اس میں دلائل کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے اور پھر کہیں اختلاف کی طرف تو کہیں راجح کی قول کی طرف اشارہ کرنا اس میں صاحب ہدایہ کا منفرد انداز ہے، فقہ حنفی کے مسائل پر کوئی اور تصنیف نہ بھی ہو تو یہی کتاب کافی ہے مسائل کو دلائل کے ساتھ جاننے کے لئے۔ صاحب عنایہ علامہ اکمل الدین بابرتی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھاہے کہ صاحب ہدایہ نے تیرہ سال کے عرصہ میں "ہدایہ" کی تصنیف فرمائی، آپ اس عرصہ میں روزہ کا اہتمام فرماتے، اور یہ کوشش فرماتے کہ آپ کے روزے کا کسی کو علم نہ ہو، آپ کے تقوی وپرہیز گاری کی بدولت اللہ تعالیٰ نے آپ کی کتاب کو قبولیت عامہ نصیب فرمائی جو سالہاسال سے داخل نصاب ہے۔ ہر دور کے علماء، فقہاء، محدثین نے اس کی شروحات اور اس پر حواشی لکھے۔

ہدایہ کا اسلوب:

☆ مسائل کے اثبات کے لئے کتاب اللہ، احادیث مبارکہ اور آثارِ صحابہ سے استدلال

☆ عقلی دلائل وفقہی قواعد سے استنباط

☆ مصنف نے ہدایہ کی تقسیم مختلف کتابوں ،ابواب اور فصول کی صورت میں کی اور کئی مقامات پر فصل کے تحت انواع اور اسباق کی اجناس بھی ذکر کیں

☆ مختلف فیہ اقوال مع دلائلِ نقلیہ و عقلیہ ذکر کرنے کے بعد جو احناف کا قول مصنف کے نزدیک راجح ہوتا ہے اسے دلائل کے ساتھ آخر میں ذکر کرتے ہیں تاکہ بعد والا قول اور اس کے دلائل پچھلے اقوال ودلائل کورد کردیں۔

☆ اگر کئی اقوال نقل کریں تو اکثر عُلماء کے نزدیک جو قول قوی ہوتا ہے اسے مقدم کرتے ہیں۔

☆ مختصرُ القدوری اور جامعُ الصغیر کے مسائل کی شرح بیان کرتے ہیں جب فی الکتاب کہتے ہیں تو اس سے قدوری مراد لیتے ہیں۔

☆ کسی مسئلہ کی تصحیح میں اختلاف ہو تو "ھذا ھو الصحیح" سے اصح قول کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

☆ متن میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کے اقوال ذکر کرتے ہیں۔

ہدایہ کی اصطلاحات:

- مَاتَلَوْنا : گزشتہ آیت کی طرف اشارہ۔
- مَاذَکرنا : عقلی دلیل کی طرف اشارہ ۔
- مَارَوینا : حدیث کی طرف اشارہ۔
- لِماذَکرنا : کبھی اس سے بھی حدیث کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔
- فِی الْاَصل : اصل کہہ کر امام محمد بن حسن شیبانی کی کتاب " المبسوط " مراد لیتے ہیں۔
- قَالوا : اس سے علماء کے اختلاف کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔
- قَالَ مَشَائخنا : ماوراء النہر میں سے بخارا اور سمر قند کے عُلماء مراد لیتے ہیں۔
- فِی دِیارنا : ماوراء النہر کے شہر مراد لیتے ہیں۔

- لِمابَیَّنا : کبھی اس سے کتابُ اللہ وسنتِ رسول اور دلیلِ عقلی کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔

عربی شروحات:

فَتحُ القَدیر: کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی المعروف بابن الھمام (وفات:861ھ)

البنایۃ شرح الھدایۃ :ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین الغیتابی الحنفی بدر الدین العینی (وفات: 855ھ)

نہایۃ الکفایۃ لدرایۃ الھدایہ :تاج الشریعۃ عمر بن احمد المحبوبی البخاری (وفات:672ھ)

الکفایۃ :جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی الکرلانی (وفات : 767ھ)

مزید شروحات کے اسماء جاننے کے لئے کشف الظنون کا مطالعہ کریں جس میں بیسیوں شروحات کے اسماء لکھے ہیں۔(کشف الظنون،ج2،ص2022،داراحیاء التراث بیروت)

تخریج الاحادیث :

نَصبُ الرَّایۃِ:جمال الدین عبد اللہ بن یوسف الزیلعی

الدِّرایۃُ فی مُنتخبِ تَخریجِ احادیثِ الھِدَایہ: شہاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی

اَلکِفَایَۃ: اِمام،حافظِ محی الدینِ عبدِ القادر بنِ ابی الوفاءَ القَرَشِیّ۔

حواشی:

ہدایہ کے کئی حواشی بھی لکھے جاچکے ہیں جن میں اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ علیہ کا حاشیہ بھی ہے، اَلحمدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی کے تحقیقی ادارے "المدینۃ العلمیۃ" (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ کتب اعلیٰ حضرت نے اس حاشیہ پر کام کیا اور "التَّعْلِیْقَاتُ الرّضویہ علی الْہِدَایۃ وشروحہا" کے نام سے بیروت سے شائع بھی کروایا۔ اس کے علاوہ ہدایہ پر تجرید، تعلیق، تلخیص وغیرہ کے حوالے سے بھی کام ہوا جس کا ذکر طوالت کا باعث ہے۔

اُردو شروحات:

شرح ہدایہ (مولانا لیاقت علی رضوی، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)۔ شرح ہدایہ (مولانا صدیق ہزاروی، مطبوعہ مکتبہ اعلی حضرت لاہور)۔ سوالات ہدایہ (محمد گل ریز مصباحی)۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے لئے درج ذیل کتب دیکھیں:

(الاعلام، ج4، ص266، دارالعلم، معجم المؤلفین، ج7، ص45، التراث، کشف الظنون، ج2، ص2022، التراث، تاج التراج، ص206، دارالقلم دمشق، الفوائد البہیہ ص141، مطبعۃ السعادۃ مصر)

کتاب البیوع

سوال:بیوع کو مصنف نے جمع کے لفظ کے ساتھ کیوں ذکر کیا ہے حالانکہ لفظِ بیع مصدر ہے اور مصدر کے بارے اصول ہے"المصدر کالمخنث لا یجمع ولا یذکر ولا یؤنث "کہ مصدر مخنث کی طرح ہوتا ہے اسے جمع،مذکر ومؤنث نہیں لایا جاتا ہے؟

جواب:اس کی دو وجوہات ہیں:

- بیع کی اقسام کی کثرت کی وجہ سے اس کو جمع ذکر کیا ہے کیونکہ بیع، مبیع اور ثمن میں سے ہر ایک کی کثیر اقسام ہیں بیع کی اقسام جیسے: بیع نافذ(جو فی الحال حکم کا فائدہ دے)، بیع موقوف(جو اجازت کے وقت حکم کا فائدہ دے)، بیع فاسد(جو قبضہ کے ساتھ حکم کا فائدہ دے)، بیع باطل(جو اصلاً ملک کا فائدہ نہ دے)۔ مبیع کے اعتبار سے اقسام جیسے: مقایضہ(سامان کی سامان کے بدلے بیع)، صرف(ثمن کی ثمن کے بدلے بیع)، سلم(ثمن کی عین کے بدلے بیع)، مطلق(عین کی ثمن کے بدلے بیع)۔ ثمن کے اعتبار سے اقسام جیسے:مرابحہ(پہلے ثمن پر زیادتی کے ساتھ بیع کرنا)، تولیہ(پہلے ثمن پر بیع کرنا بغیر زیادتی کے)،وضیعہ(پہلے ثمن پر کمی کے ساتھ بیع کرنا)، مساومہ(بغیر کمی بیشی کے ساتھ بیع کرنا)۔
- بیع مصدر ہے اور مصدر مبنی للفاعل یا مفعول ہوتی ہے اور یہاں مبنی للمفعول ہے یعنی بیع بمعنیٰ مبیع ہے لہذا مفعول کے اعتبار سے اس کو جمع لایا گیا۔

سوال: بیع کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کر دیں؟

جواب: **بیع کا لغوی معنٰی :**

ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ مقابلہ کرنا مال ہو یا نہ ہو۔

بیع کا اصطلاحی معنٰی:

مخصوص طریقے کے ساتھ مرغوب فیہ چیز کا مرغوب فیہ چیز کے ساتھ تبادلہ کرنا چاہے قولاً ہو یا فعلاً۔ قولاً جیسے: ایجاب وقبول کے ساتھ بیع کرنا، فعلاً جیسے: تعاطی کے طور پر بیع کرنا۔

بعض نے بیع کی تعریف یوں کی ہے: مال کا مال کے ساتھ تبادلہ کرنا باہم رضامندی کے ساتھ۔

سوال: بیع کی شرط، حکم اور محل بیان کردیں؟

جواب: درج ذیل ہیں:

- بیع کی شرط: متعاقدَین کا اہل ہونا (یعنی عاقل ہونا۔ بلوغ اور حریت اس میں شرط نہیں)۔
- بیع کا محل: مال۔
- بیع کا حکم: ملکیت کا ثابت ہونا۔
- بیع کی حکمت: معاش اور عالَم کے نظام کی بقاء۔
- بیع کی صفت: مباح، مکروہ، حرام، واجب، مستحب۔
- بیع کا ثبوت: کتاب اللہ، سنت رسول، اجماع امت اور قیاس۔
- بیع کا رکن: ایجاب وقبول۔

سوال: ایجاب و قبول کی کچھ وضاحت کر دیں؟

جواب: ایجاب وہ ہے جس کو پہلے ذکر کیا جائے برابر ہے کہ وہ "بعتُ" کا لفظ ہو یا "اِشتریتُ" کا لفظ ہو اور قبول وہ ہے جس کو بعد میں ذکر کیا جائے اور دونوں ماضی کے لفظ ہوں گے یا مضارع کے جس کے ساتھ "سوف" یا "سین" نہ ملا ہوا ہو۔ جب دونوں ماضی کے ہوں تو نیت کی ضرورت نہیں اور مضارع کے ہوں تو نیت کی طرف محتاجی ہو گی۔ اگر کسی علاقہ میں مضارع کو فقط حال کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہو جیسے اہل خوارزم تو وہاں نیت کی ضرورت نہیں اور اگر کسی علاقہ میں اس کو فقط مستقبل میں استعمال کیا جاتا ہو تو وہاں اصلاً اس کے ساتھ بیع منعقد نہیں ہو گی۔ بعتُ اور اشتریتُ کے لفظ بولنا ضروری نہیں بلکہ ہر اس لفظ سے بیع منعقد ہو جائے گی جو ان دونوں کے معنٰی میں ہو جیسے: رضیتُ بکذا، اعطیتکَ بکذا، خذہ بکذ، اخذتُ بکذا وغیرہ۔ ایسے ہی دونوں کی اضافت اس عضو کی طرف بھی درست ہے جس کی طرف عتق کی اضافت صحیح ہو جیسے: وجہ، فرج نہ کہ ظہر اور بطن۔ بعض صورتوں میں بیع ایک لفظ کے ساتھ بھی منعقد ہو جاتی ہے جیسے: قاضی یا وصّی کا یتیم کے مال کی بیع کرنا اور باپ کا بیٹے سے بیع کرنا۔

سوال: خیار قبول کی کچھ وضاحت کر دیں؟

جواب: جب ایک نے ایجاب کیا تو دوسرا مجلس میں پورے مبیع کو کل ثمن کے بدلے قبول کرے گا وہ بائع ہو یا مشتری یا پھر چھوڑ دے گا تا کہ تفریق صفقہ لازم نہ آئے مگر جب ایجاب و قبول کا اعادہ کر لیں یا سامنے والا راضی ہو جائے اور ثمن مبیع کے اجزاء پر منقسم ہو۔ سامنے والے شخص کے قبول کرنے سے پہلے پہلے موجِب اپنے ایجاب سے رجوع کر سکتا ہے جبکہ اس کے قبول کرنے کے بعد رجوع نہیں کر سکتا، ایسے ہی متعاقدَین میں سے کوئی ایک مجلس سے کھڑا ہو جاتا ہے یا چلا جاتا ہے یعنی کوئی ایسا کام کرے جو اعراض پر دلالت کرے

تو بھی ایجاب باطل ہو جائے گا۔جب ایجاب و قبول پایا گیا تو بیع لازم ہو جائے گی اب خیار عیب اور رؤیۃ کے علاوہ انہیں کوئی خیار حاصل نہیں ہو گا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انہیں "خیار مجلس" حاصل ہو گا یعنی جب تک مجلس قائم ہے وہ رجوع کر سکتے ہیں اور اس پر دلیل حدیث پاک پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «المُتَبايِعَانِ بِالخَيار مالم يتفرَّقا» ترجمہ: عاقدَین کو خیار ہے جب تک جدا نہ ہوں، ہم اس حدیث پاک کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ "تفرُّق بالاقوال" (یعنی جب تک اقوال کے ذریعے جدا نہ ہوں) پر محمول ہے نہ کہ تفرق بالابدان پر (یعنی نہ کہ جسموں کے ذریعے جدا ہونے پر)۔

سوال: بیع میں مبیع کی مقدار اور ثمن کے وصف کا معلوم ہونا کب ضروری ہے نیز بیع نقدی اور ادھار کی بھی وضاحت کر دیں؟

جواب: تفصیل ملاحظہ ہو:

- بیع میں مبیع کی مقدار اور ثمن کے وصف کا معلوم ہونا کہ مصری ہے یا دمشقی (مثلاً) ضروری ہے جب اس کی طرف اشارہ نہ کیا گیا ہو۔
- اور جس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہو اس میں یہ شرط نہیں کہ اب جہالت اشارہ کی وجہ سے منتفی ہو گئی جب تک چیز رَبوی (ربا) والی نہ ہو۔
- ثمن کسی تجوری (تھیلی) میں تھا اور اس نے کھول کر نہیں دیکھا تو اس کو خیار کمیت حاصل ہو گا نہ کہ خیار رُؤیۃ کیونکہ نقود میں خیار رُؤیۃ ثابت نہیں ہو تا۔
- بیع میں ثمن مطلق رکھا تو اس کو شہر کی غالب نقدی کی طرف پھیرا جائے گا۔
- اور اگر شہر میں مختلف نقدیاں چلتی ہوں لیکن مالیّت میں برابر ہوں تو مشتری جو چاہئے دے دے۔

- اگر مالیّت میں بھی مختلف ہوں تو پھر بیع فاسد ہو جائے گی۔
- اگر مجلس میں بیان کر دیا تو صحیح ہو جائے گی۔
- بیع نقدی بھی درست ہے اور ادھار بھی جبکہ ادھار کی مدت معلوم ہو اور جنس و قدر مختلف ہو۔
- کسی نے ادھار بیع کی اور مدت بیان نہیں کی تو اس کو ایک ماہ کے ساتھ مقید کیا جائے گا۔
- اگر بیع کے ادھار یا نقدی ہونے میں اختلاف ہوا تو جو نقدی کا قول کرے اس کی بات مانی جائے گی کیونکہ اصل بیع کا نقدی ہونا ہے
- اور اگر ادھار کی مدت میں اختلاف ہوا تو جو کم کا دعویٰ کرے اس کی بات مانی جائے گی کہ اصل زیادتی کا نہ ہونا ہے۔
- بائع اور مشتری کے درمیان مدت کے گزرنے میں اختلاف ہوا تو مشتری کی بات مانی جائے گی۔
- مدیون کے فوت ہونے کی صورت میں اجل (مدت) باطل ہو جائے گی نہ کہ دائن کے فوت ہونے سے۔
- بیع نقدی کی پھر اس کو ادھار کر دیا تو درست ہے۔
- اجل (مدت) کی ابتدا مبیع کی سپردگی کے وقت سے ہو گی۔
- اور اگر بیع خیار کے ساتھ ہو تو جب خیار ساقط ہو گا تب شروع ہو گی۔

سوال: کھانے کے ڈھیر کی بیع کا کیا حکم ہے جب کل مقدار معلوم نہ ہو؟

جواب: اس مسئلہ کی مختلف صورتیں ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

- کسی نے کھانے کے ڈھیر کی بیع کی اس شرط پر کہ ہر صاع ایک درھم کا ہے لیکن کل مقدار معلوم نہیں تو امام صاحب کے نزدیک مبیع کی مقدار کے مجہول ہونے کی وجہ سے فقط ایک صاع میں بیع درست ہے بقیہ میں نہیں اور مشتری کو خیار حاصل ہو گا اس پر صفقہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے (**نوٹ:** اس خیار کو خیار تکشُّف کہا جاتا ہے) جبکہ صاحبین کے نزدیک کل میں درست ہے وہ فرماتے ہیں: جہالت کو ختم کرنا عاقدین کے اختیار میں ہے لہذا یہ جہالت صحت عقد میں مضر نہیں۔
- اور اگر مجلس میں کل مقدار کو بیان کر دیا تو بیع کل میں بالاتفاق جائز ہو جائے گی، پھر اس میں تفصیل ہے کہ اگر کل مقدار عقد کے وقت ہی بیان کر دی تو مشتری کو خیار حاصل نہیں ہو گا اور اگر عقد کے بعد بیان کیا لیکن مجلس میں ہی تو خیار حاصل ہو گا۔
- بکریوں کا ریوڑ یا کپڑا بیچا اس شرط پر کہ ہر بکری یا گز مثلاً ایک درھم کا ہے تو بیع کل میں امام صاحب کے نزدیک فاسد ہو گی اگرچہ مجلس میں کل مقدار کو جان لیا جائے۔یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس کی اکایاں متفاوت ہوں یا اس کی تبعیض میں ضرر ہو جیسے: اونٹ، گائے، بھینس، غلام، تربوز وغیرہ۔
- اگر کھانے کا ڈھیر بیچا اس شرط پر کہ یہ 100 من ہے اور 100 درھم کا ہے بعد میں وہ کم نکلا تو مشتری موجود کو اس کے حصے کے ساتھ خرید لے اگر چاہے تو وگرنہ رد کر دے اس پر صفقہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے۔اور اگر زیادہ نکلا تو زیادتی بائع کے لئے ہو گی اور مشتری کے لئے خیار نہیں ہو گا کہ عقد معین مقدار پر واقع ہوا ہے۔یہی حکم ہر اس مکیلی یا موزونی چیز کا ہے جس کی تبعیض (حصے کرنے) میں ضرر نہ ہو۔

◈ اگر ایسی چیز بیچی جس کو گزوں کے ساتھ ماپا جاتا ہے جیسے کپڑا یا زمین اس شرط پر کہ یہ مثلاً 100 گز ہے، 100 درھم کی، بعد میں وہ کم نکلی تو مشتری کو خیار حاصل ہے اگر چاہے تو کل کو کل ثمن کے بدلے خرید لے وگرنہ بیع فسخ کردے اور اگر زیادہ نکلی تو زیادتی مشتری کے لئے ہوگی کیونکہ گز وصف ہے اور اصول یہ ہے کہ وصف کے مقابلہ میں ثمن نہیں ہوتا۔

◈ اور اگر ایسی چیز فروخت کی جس کو گزوں کے ساتھ ماپا جاتا ہے اس شرط پر کہ یہ 100 گز ہے اور ہر گز ایک درھم کا ہے، بعد میں کم نکلی تو مشتری کو خیار حاصل ہے اگر چاہے تو موجودہ کو اس کے حصہ کے ساتھ خرید لے یا چھوڑ دے اس پر صفقہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے اور اگر زیادہ نکلی تو ہر گز کے بدلے ایک درھم دے گا وگرنہ سب کو چھوڑ دے کیونکہ یہاں گز الگ ذکر ہونے کے ساتھ اصل کے قائم مقام ہو گیا۔

◈ کسی نے کپڑوں کی ایک گٹھڑی خریدی اس شرط پر کہ اس میں 10 کپڑے ہیں۔ بعد میں اس میں کپڑے نو نکلے یا 11 کپڑے نکلے تو بیع فاسد ہے مبیع یا ثمن کے مجہول ہونے کی وجہ سے اور اگر اس نے ہر کپڑے کا ثمن بیان کر دیا تو کمی کی صورت میں بیع جائز ہے اور مشتری کو خیار حاصل ہو گا اور زیادتی کی صورت میں جائز نہیں ہے۔

◈ کسی نے ایک کپڑا خریدا اس شرط پر کہ یہ 10 گز کا ہے اور ہر گز ایک درہم کا ہے۔ بعد میں وہ ساڑھے دس گز نکل آ یا ساڑھے نو گز نکلا۔ تو امام صاحب اس بارے میں فرماتے ہیں جب وہ کپڑا ساڑھے 10 گز نکلے مشتری اسے لے لے گا بغیر کسی اختیار کے 10 درہم میں اور اگر کپڑا ساڑھے نو گز نکلے تو مشتری اسے لے لے گا اگر وہ چاہے۔ امام ابو یوسف رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کپڑا

ساڑھے دس گز نکلے تو اسے اختیار ہے چاہے تو لے چاہے تو چھوڑ دے 11 درہم میں، اسی طرح دوسری صورت میں جب وہ ساڑھے نو گز نکلے تو اس کو 10 درہم میں لے اگر چاہے۔ امام محمد فرماتے ہیں پہلی صورت میں جب کپڑا ساڑھے 10 گز نکلے تو وہ ساڑھے دس درہم کا لے اور جب ساڑھے نو گز نکلے تو ساڑھے نو درہم کا لے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ گز کے مقابلے میں ایک پورا درہم ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ نصب گز کے مقابلے میں نصف درہم ہونا چاہیے لہذا یہ حکم اس پر بھی جاری ہو گا۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ جب اس نے ہر گز کو الگ طور پر بیان کر دیا تو ہر گز ایک کپڑے کے قائم مقام ہو گیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ گز کپڑے میں وصف ہے اور اس نے اصل کا حکم لیا ہے شرط کی وجہ سے اور وہ گز کے ساتھ مقید ہے تو جب گز نہیں ہو گا تو حکم اصل کی طرف لوٹ آئے گا۔ جبکہ بعض نے کہا کہ کرباس کا کپڑا جو ایک جیسا ہوتا ہے اس میں مشتری کے لیے زیادتی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ایسا کپڑا ہوتا ہے جس کو کاٹنا نقصان نہیں دیتا۔

فَصل فِیمایَدخلُ فی البَیعِ تَبعاًوَمَالایدخلُ

سوال: یہ فصل کتنے اور کونسے قواعد پر مشتمل ہے بمع امثلہ بیان فرمادیں؟

جواب: یہ فصل دو قواعد پر مبنی ہے:

◈ پہلا قاعدہ: ہر وہ چیز جو عرفاً مبیع کے اسم کو شامل ہو وہ بغیر ذکر کے داخل ہو گی جیسے کسی نے "دار" (گھر) کو بیچا تو اس میں چار دیواری، چھت، چابیاں اور سیڑھی بھی داخل ہو گی جو متصل ہو، گائے کی بیع میں اس کا دودھ پیتا چھوٹا بچہ، غلام یا لونڈی کی بیع میں ان کے کپڑے بھی شامل ہوں گے۔

◈ دوسرا قاعدہ: ہر وہ چیز جو مبیع کے ساتھ متصل ہو اتصال قرار کے طور پر (یعنی ہمیشہ کے لئے مبیع کے ساتھ ملی ہوئی ہو، عارضی طور پر یا کاٹنے کے لئے نہیں) جیسے: زمین کی بیع میں وہ درخت بھی داخل ہوں گے جو کاٹنے کے لئے نہ لگائے گئے ہوں چھوٹے ہوں یا بڑے، پھل دار ہوں یا غیر پھل دار سوائے خشک درخت کے کہ وہ اکھاڑنے کے قریب ہے۔

◈ اگر وہ چیز مبیع کے اسم کو شامل نہیں اور نہ ہی اتصال قرار کے طور پر اس کے متصل ہے تو پھر دیکھیں گے وہ مبیع کے حقوق و مرافق میں سے ہے یا نہیں اگر ہے تو ان کے ذکر سے داخل ہو گی وگرنہ نہیں جیسے: راستہ، پانی، وضوء کرنے کی جگہ، کھانا پکانے کی جگہ وغیرہ۔

سوال: زمین کی بیع میں کھیتی اور درختوں کی بیع میں پھل داخل ہو گا یا نہیں؟

جواب: کسی نے ایسی زمین بیچی جس میں کھیتی لگی ہوئی ہو تو نام لئے بغیر کھیتی بیع میں داخل نہیں ہو گی کیونکہ یہ کاٹنے کے لئے ہے، اتصال قرار کے طور پر نہیں مگر جب اگ چکی ہو اور اس کی کوئی قیمت نہ ہو تو اصح قول کے مطابق بغیر تسمیہ کے بھی داخل ہو گی۔ یوں ہی درختوں کی بیع میں بغیر تسمیہ کے پھل داخل نہیں ہو گا کہ کاٹنے کے لئے ہے اور اس پر دلیل حدیث پاک بھی ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الثمرةُ للبائع الا اَن یشترطَه المبتاعُ» ترجمہ: پھل بائع کے لئے ہے مگر جب مشتری اس کی شرط لگادے۔ پھر بائع کو حکم دیا

جائے گا کہ وہ اپنا پھل کاٹ لے اور مبیع مشتری کو سپرد کر دے۔لہذا بائع کو کہا جائے گا کہ اپنا پھل کاٹو اور مبیع مشتری کے سپرد کرو۔ جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھل اور کھیتی نہیں کاٹی جائے گی کیونکہ یہاں وہ سپردگی مراد ہے جو عادتاً ہوتی ہے اور عرف عام میں پھل پکنے کے بعد ہی کاٹا جاتا ہے۔

مشتری نے ایسا پھل خریدا جس کی صلاح ظاہر ہو چکی لیکن ابھی تک پکا نہیں تو بیع درست ہے اور اس کو فوراً کاٹنا مشتری پر لازم ہے اور

- اگر مشتری نے پھل اس شرط پر خریدا کہ پکنے کے بعد کاٹے گا تو بیع فاسد ہے کیونکہ یہ ایسی شرط ہے جس کا عقد تقاضا نہیں کرتا۔
- اگر مطلقاً خریدا بغیر شرط کے، بعد میں بائع کی اجازت سے درختوں پر چھوڑ دیا تو بیع درست ہے اور بڑھوتری مشتری کے لئے حلال ہے۔
- اگر بائع کی اجازت کے بغیر چھوڑا تو بیع درست ہے لیکن بڑھوتری اس کے لئے پاکیزہ نہیں بلکہ اس کو صدقہ کرے گا۔
- اگر بغیر اجازت کے چھوڑا لیکن پھل مکمل ہو چکے ہیں صرف پکنا باقی ہے تو زیادتی مشتری کے لئے حلال ہے۔
- اور اگر پھلوں کو مطلق خریدا، بعد میں درختوں کو اجارہ پر لے لیا تو بھی بڑھوتری مشتری کے لئے حلال ہے کیونکہ درختوں کو اجارہ پر دینے کا عرف نہ ہونے کی وجہ سے اجارہ باطل ہو گیا اور پیچھے اجازت باقی رہ گئی۔

- اگر کھیتی خریدی اور زمین کو اجارہ پر لے لیا تو بڑھوتری مشتری کے لئے حلال نہیں کیونکہ یہاں اجارہ فاسد ہے، باطل نہیں۔
- اور اگر پھلوں کو مطلق خریدا، بعد میں قبضہ سے پہلے نیا پھل نکل آیا تو بیع فاسد ہو جائے گی۔
- اور اگر قبضہ کے بعد نیا پھل نکلا تو بائع و مشتری دونوں اس میں شریک ہوں گے۔
- اگر کسی نے گندم کی بیع کی سٹے میں اور لوبیے کی چھلکے میں، اسی طرح چاولوں کی، تلوں کی بیع ان کے چھلکے میں ہمارے نزدیک جائز ہے۔ جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سبز لوبیے کی بیع جائز نہیں ہے، اسی طرح اخروٹ، پستے، بدام کی پہلے چھلکے میں بیع جائز نہیں۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ معقود علیہ اس چیز میں چھپا ہوا ہے جس میں کوئی منفعت نہیں ہے۔ لہذا یہ سنار کی مٹی کے مشابہ ہے جب اس کی جنس کے ساتھ بیع کی جائے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھجور کے درخت کی بیع جائز نہیں حتی کہ پھل ظاہر ہو جائے اور گندم کی بیع جائز نہیں حتی کہ وہ سرخ اور آفت سے محفوظ ہو جائے۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسے دانے ہیں جن سے نفع اٹھایا جا سکتا ہے لہذا ان کی بیع جائز ہے اور جامع علت اور دلیل یہ ہے کہ یہ مال متقوم ہے لہذا اس کی بیع جائز ہے اور جو تم نے کہا کہ یہ سنار کی مٹی کے مشابہ ہے تو اس پر اسے قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ وہاں بیع جائز نہیں اس کی وجہ ربا کا احتمال ہے اگر خلاف جنس کے ساتھ بیع جائے تو وہاں پر بھی جائز ہے۔

فائدہ: جس چیز کی الگ طور پر بیع جائز ہے اس کا استثناء بھی جائز ہے لہذا درخت کے پھلوں کی بیع میں معین رطل کا استثناء جائز ہے۔

سوال: مبیع کے کیل یا وزن کی اجرت اور ثمن کے وزن اور نقدی کی اجرت کس پر ہو گی؟

جواب: مبیع کے کیل یاوزن کی اجرت پر بائع پر ہو گی کیونکہ مبیع کی سپرد گی اس پر لازم ہے اور ثمن کے وزن یا نقدی کی اجرت مشتری پر ہو گی۔ دلّال (ایجنٹ کمشنر) نے عین کو بذات خود بیچا مالک کی اجازت سے تو اس کی اجرت (کمیشن) بائع پر ہو گا اور اگر اس نے بائع و مشتری دونوں کے درمیان سعی (کوشش) کی اور مالک نے چیز خود بیچی تو عرف کا اعتبار ہو گا۔ صرّاف (نقدی پرکھنے والا) نے بتایا: یہ نقدی اصلی ہے بعد میں پتہ چلا کہ وہ کھوٹی ہے تو اس سے اجرت واپس لی جائے گی اور اگر بعض کھوٹی نکلی تو اس کے مطابق اجرت واپس لی جائے گی۔ سامان کی ثمن کے بدلے بیع ہوئی تو پہلے ثمن دیا جائے گا اور اگر سامان کی سامان کے بدلے یا ثمن کی ثمن کے بدلے بیع ہوئی تو دونوں اکھٹے سپرد کریں گے۔ کسی نے کھرے سکوں کے بجائے کھوٹے سکوں پر قبضہ کیا تو اگر اس کے پاس وہ موجود ہیں تو وہ واپس کر دے اور اپنے اصلی اس سے حاصل کر لے اور اگر اس کے پاس وہ کھوٹے سکے موجود نہیں تو اصلی واپس نہیں لے سکتا جبکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی مثل کھوٹے سکے دے اور اپنے اصلی اس سے لے لے۔

بابُ خیارالشَرطِ

سوال: خیار شرط کس کس کے لئے ہو سکتا ہے اور کتنے دن تک؟

جواب: خیار شرط بائع و مشتری دونوں کے لئے ہو سکتا ہے اور اپنے علاوہ کسی اجنبی کے لئے بھی رکھ سکتے ہیں، ایسے ہی کل مبیع میں بھی رکھ سکتے ہیں اور بعض میں بھی۔ اگر خیار شرط ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہوا تو انکار کرنے والے کا قول معتبر ہو گا کہ اصل بیع میں خیار کا نہ ہونا ہے۔ خیار شرط زیادہ سے زیادہ تین دن تک رکھ سکتے ہیں اگر تین دن سے زیادہ رکھا لیکن تین دن کے اندر جائز قرار دیا تو بیع صحیح ہو جائے گی جبکہ صاحبین کے نزدیک تین دن سے زیادہ بھی مدت رکھ سکتے ہیں لیکن معین کرنا ضروری ہے۔ کسی نے اس شرط پر کوئی چیز خریدی کہ اگر میں تین دنوں کے اندر پیسے نہ دوں تو ہمارے درمیان کوئی بیع نہیں، یہ بیع بالاتفاق جائز ہے اور اگر چار دن تک کی تو شیخین کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ یہ خیار شرط کے معنٰی میں ہی ہے جو تین دنوں سے زیادہ جائز نہیں ہوتا جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواز کا قول کیا ہے۔

فائدہ: خیار شرط ہر اس عقد میں درست ہے جو لازم ہو اور فسخ کا احتمال رکھے جیسے: مزارعۃ، معاملۃ، اجارہ، قسمت، مال پر صلح، کتابۃ، خلع، مال پر آزادی وغیرہ۔

سوال: خیار شرط کی صورت میں مبیع بائع یا مشتری کی ملکیت سے نکلے گا یا نہیں؟

جواب: جب خیار بائع کے لئے ہو تو مبیع اس کی ملکیت سے نہیں نکلے گا لہذا اگر مشتری کے پاس مبیع ہلاک ہوا تو قیمت کے ساتھ اس کی ضمان دے گا اور اگر خیار مشتری کے لئے ہو تو مبیع بائع کی ملکیت سے بالاتفاق نکل جائے گا اور اگر اس صورت میں مشتری کے پاس ہلاک ہوا تو ثمن کے ساتھ اس کی ضمان دے گا۔ مشتری کی

ملکیت میں جائے گا یا نہیں اس میں ائمہ ثلاثہ کے درمیان اختلاف ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب خیار مشتری کے لئے ہو تو مبیع بائع کی ملکیت سے تو نکل جائے گا لیکن مشتری کی ملکیت میں نہیں جائے گا کیونکہ اس صورت میں مشتری کے پاس اجتماعِ بدلین لازم آئے گا اور خیار کے مقصد کا فوت ہونا لازم آئے گا جبکہ صاحبین فرماتے ہیں مشتری کی ملکیت میں چلا جائے گا وگرنہ اس کا سائبہ (جس کا کوئی مالک نہ ہو) ہونا لازم آئے گا۔ اس اختلاف کا ثمرہ درج ذیل صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے:

- اپنی منکوحہ لونڈی کو خیار شرط کے ساتھ خریدا تو امام صاحب کے نزدیک نکاح باطل نہیں ہو گا کہ خیار کے ہوتے مبیع اس کی ملکیت میں نہیں گیا لیکن صاحبین کے نزدیک مبیع مشتری کی ملکیت میں جانے کی وجہ سے نکاح باطل ہو جائے گا۔
- لونڈی کو خریدا اور اسے ایام خیار میں حیض آگیا تو یہ استبراء کے طور پر امام صاحب کے نزدیک معتبر نہیں ہو گا کیونکہ لونڈی اس کی ملکیت میں نہیں جبکہ صاحبین کے نزدیک اس سے استبراء ہو جائے گا کہ حیض مشتری کی ملکیت میں آیا ہے۔
- مشتری نے اپنے کسی محرم کو خریدا تو امام صاحب کے نزدیک اس کی ملکیت میں نہ آنے کی وجہ سے آزاد نہیں ہو گا جبکہ صاحبین کے نزدیک مشتری کی ملکیت میں آنے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا۔
- اپنی منکوحہ لونڈی کو خریدا اور ایام خیار میں اس کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو امام صاحب کے نزدیک ملکیت نہ ہونے کی وجہ سے ام ولد نہیں ہو گی جبکہ صاحبین کے نزدیک مشتری کی ملکیت ہونے کی وجہ سے اس کی "ام ولد" بن جائے گی۔

◈ لونڈی خریدی اور خیار شرط کی وجہ سے بائع کو واپس کر دی تو امام صاحب کے نزدیک ملکیت تبدیل نہ ہونے کی وجہ سے بائع پر استبراء لازم نہیں ہو گا جبکہ صاحبین کے نزدیک چونکہ مشتری ملکیت میں چلی گئی تھی اس لئے بائع پر تبدُّل ملک کے سبب اِستبراء ضروری ہے۔

◈ کسی نے کہا: اگر میں اس غلام کا مالک ہوا تو یہ آزاد ہے بعد میں خیار شرط کے ساتھ اس کو خریدا تو خیار کے ہوتے امام صاحب کے نزدیک آزاد نہیں ہو گا کیونکہ اس کی ملکیت میں نہیں آیا جبکہ صاحبین کے نزدیک مشتری کے لئے ثبوتِ ملک کے سبب آزاد ہو جائے گا۔

سوال: خیار شرط میں بیع کو جائز یا فسخ کرنے کے لئے کیا بائع کو علم ہونا ضروری ہے؟

جواب: وضاحت درج ذیل ہے:

◈ جائز قرار دینے کے لئے اس کو علم ہونا ضروری نہیں جبکہ فسخ کی صورت میں بائع کو علم ہونا ضروری ہے تاکہ وہ نیا مشتری تلاش کر سکے۔

سوال: جس کے لے خیار تھا اگر وہ فوت ہو گیا تو اس کا خیار ورثاء کی طرف منتقل ہو گا یا نہیں؟

جواب: جس کے لیے خیار تھا وہ فوت ہو گیا تو اس کا خیار شرط ہمارے نزدیک ورثاء کی طرف منتقل نہیں ہو گا۔ ہماری دلیل یہ ہے کا خیار شرط صرف مشیت اور ارادے کا نام ہے اور اس میں انتقال کا تصور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وراثت ان چیزوں میں جاری ہوتی ہے جو انتقال کو قبول کریں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خیار شرط ورثاء کی طرف منتقل ہو گا۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہ ایسا حق ہے جو بیع میں لازم

ہوتا ہے لہذا اس میں بھی وراثت جاری ہو گی جیسے کہ خیار عیب اور خیار تعیین میں وراثت جاری ہوتی ہے۔

سوال: اگر کسی نے دو غلام بیچے ایک ہزار درہم کے بدلے اس شرط پر کہ مجھے دونوں میں سے کسی ایک میں تین دن کا اختیار ہے تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی نے دو غلام بیچے اس شرط پر کہ مجھے دونوں میں سے کسی ایک میں تین دن کا اختیار ہے تو یہ بیع فاسد ہے۔ اس مسئلے کی چار صورتیں ہیں :

- پہلی صورت یہ ہے کہ دو غلام بیچے ہزار روپے درہم میں اور دونوں میں ہر ایک کا ثمن بیان نہ کرے اور نہ ہی یہ بتائے کہ مجھے کس غلام میں اختیار ہے۔
- دوسری صورت یہ ہے کہ وہ دونوں غلاموں کا الگ الگ ثمن بیان کر دے لیکن یہ نہ بتائے کہ مجھے کس میں اختیار ہے۔
- تیسری صورت یہ ہے کہ یہ تو بتا دے کہ اس غلام میں اختیار ہے لیکن ثمن الگ الگ بیان نہ کرے۔
- چوتھی صورت یہ ہے کہ دونوں غلاموں کی الگ الگ قیمت بھی بیان کرے اور یہ بھی بتائے کہ مجھے فلاں میں اختیار ہے اس صورت میں بیع جائز ہے اور بقیہ صورتوں میں جائز نہیں ہے۔

بَابُ خیارِ الرُؤیَة

سوال: بیع میں خیار رؤیت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بیع میں خیار رویت جائز ہے اس شخص کے لیے جس نے بغیر دیکھے کوئی چیز خریدے جب اسے دیکھے گا تو اسے خیار رویت حاصل ہو گا اگر چاہے تو خرید لے اگر چاہے تو رد کر دے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیع میں خیار رویت جائز نہیں ہے کیونکہ مبیع مجہول ہے لہذا یہ عقد بالکل درست نہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی ایسی چیز خریدی جس کو اس نے دیکھا نہیں تو اس کے لیے اختیار ہو گا جب یہ چاہے گا اور دوسرا یہ ہے کہ نہ دیکھنے کی جہالت جھگڑے کی طرف نہیں لے جائے گی اس لیے کہ اگر بعد میں چیز اسے پسند نہ آئی تو واپس کر دے گا۔

سوال: خیار رُؤیۃ میں کتنی رؤیۃ کافی ہے جس سے خیار ساقط ہو جائے گا؟

جواب: اتنی رُؤیۃ کافی ہے جو مقصودی علم کا فائدہ دے جیسے: کھانے کے ڈھیر میں اس کے ظاہر کو دیکھنا، غلام میں اس کے چہرہ کو دیکھنا، جانور میں اس کے اگلے اور پچھلے حصے کو دیکھنا، لپٹے ہوئے کپڑے کے ظاہر کو دیکھنا، دار (گھر) کے اندر والے حصہ کو دیکھنا (جبکہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کپڑے کو مکمل پھیلانا ضروری ہے اور گھر کے سب کمروں کو دیکھنا ضروری ہے اور فتویٰ اسی پر ہے)، وکیل بالقبضہ اور وکیل بالشراء کا دیکھنا، کھانے والی چیزوں کو چکھنا، بُو والی چیزوں کو سونگھنا وغیرہ۔

سوال: کیا "اعمیٰ" (نابینا) کی بیع و شراء صحیح ہے؟

جواب: جی ہاں اس کا خریدنا بیچنا صحیح ہے اور وہ بصیر (دیکھنے والے) کی طرح ہے سوائے 12 مسائل کے جو اشباہ میں مذکور ہیں (ان شئتَ تفصیلاً فلیراجع ھنا)۔ اس کا خیار رُؤیۃ چیزوں کو چھونے کے ساتھ، ذائقہ سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو چکھنے کے ساتھ، بُو والی چیزوں کو سونگھنے کے ساتھ، زمین میں اس کی لمبائی چوڑائی اور وصف بیان کرنے کے ساتھ یا وکیل کے دیکھنے کے ساتھ ختم ہو جائے گا۔

سوال: کیا وکیل کے دیکھنے سے مشتری کا خیار رویت ساقط ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں وکیل کے دیکھنے سے مؤکل یعنی مشتری کا خیال ختم ہو جائے گا لہذا بعد میں اسے واپس نہیں کر سکتا مگر کسی عیب کی وجہ سے ہاں قاصد کا دیکھنا مشتری کے دیکھنے کی طرح نہیں ہے لہذا قاصد کے دیکھنے سے مشتری کا خیار ساقط نہیں ہو گا اور یہ مذہب امام صاحب کا ہے۔

فائدہ:

قبضے کی دو قسمیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ وہ چیز پر قبضہ کرے اس حالت میں کہ اسے دیکھ رہا ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ چیز پر قبضہ کرے اس حالت میں کہ چیز چھپی ہوئی ہو۔ پہلے قبضے کو قبضہ تام اور دوسرے کو قبضہ ناقص کہتے ہیں۔

سوال: کسی نے دو کپڑے خریدے جن میں سے ایک اس نے دیکھا ہوا ہے دوسرا نہیں اور وہ بیع فسخ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر چاہے تو دونوں کو رکھ لے یا دونوں کو رد کر دے تاکہ تفریق صفقہ لازم نہ آئے۔ خریدنے سے پہلے مشتری نے چیز کو دیکھا ہو تو اس کے لئے اب خیار رؤیۃ نہیں ہو گا جب تک مبیع میں تغیُّر نہ ہو اور اگر بائع

ومشتری کے درمیان تغیر میں اختلاف ہو جائے اور وقت ابھی زیادہ نہیں گزرا مبیع کو دیکھے ہوئے تو بائع کا قول معتبر ہوگا کہ اصل عدم تغیر ہے اور اگر مشتری نے بہت عرصہ پہلے دیکھا تھا تو اب اس کی بات مانی جائے گی کہ ظاہر اس کے لئے شاہد ہے۔ کسی نے بغیر دیکھے کپڑوں کی ایک گٹھڑی (بنڈل) خریدی اور اس میں سے ایک کپڑا آگے بیچ دیا یا ہبہ کر کے سپرد بھی کر دیا تو باقی کو خیار عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے۔

بَاب خیارِ العَیب

سوال: خیار عیب کا لغوی واصطلاحی معنیٰ بیان فرمادیں؟

جواب: لغوی معنیٰ: عیب وہ ہے جس سے "فطرت سلیمہ" خالی (محفوظ) ہو۔ اصطلاحی معنیٰ: مبیع میں کسی ایسے نقص کا ہونا جو تاجروں کے نزدیک ثمن کی کمی کو ثابت کرے۔

مشتری مبیع میں ایسے عیب کو پائے جو ثمن کی کمی کو ثابت کرے تو اسے اختیار ہے اگر چاہے تو اس کو رکھ لے کل ثمن کے بدلے یا واپس لٹا دے جیسے: غلام کو بھاگنے، بستر پر پیشاب کرنے اور چوری کی عادت ہونا، مجنون ہونا، لونڈی میں بَخَر (منہ کی بُو) دَفَر (بغلوں کی بُو) ہونا، زانیہ یا وَلد الزنا ہونا، حیض کا نہ آنا، حاملہ ہونا، غلام یا لونڈی کا کافر ہونا، جذام یا برص کی بیماری ہونا، اندھا، کانا، بہرہ، گونا ہونا وغیرہ۔

سوال: مشتری نے مبیع میں کوئی عیب پایا اور اس کے اپنے پاس بھی ایک نیا عیب پیدا اگیا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں اگر بائع مبیع کو اسی طرح واپس لینے پر راضی ہو تو واپس لٹا دے وگرنہ رجوع بالنقصان کرے گا جیسے: کپڑا خریدا اور کاٹنے کے بعد عیب پر مطلع ہوا تو اگر بائع اسی طرح واپس لینے پر راضی ہو تو واپس کر دے وگرنہ عیب کی مقدار نقصان کا رجوع کر لے لیکن اگر مبیع میں مشتری نے کوئی زیادتی کر لی جو اس سے جدا نہیں ہو سکتی جیسے: کپڑے کو کاٹنے کے بعد رنگ کر لیا، ستو کو گھی میں ملا لیا تو اب بائع کی واپس نہیں کرے گا ربا کے احتمال کی وجہ سے بلکہ نقصان کا رجوع کرے گا۔ مشتری نے غلام کو آزاد کر دیا، آگے بیچ دیا یا وہ فوت ہو گیا، کھانا تھا اسے کھا لیا تو ان صورتوں میں بھی نقصان کا رجوع کرے گا۔

سوال: کسی نے کپڑا خریدا پھر اسے کاٹ لیا اور اس میں عیب پایا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: درج ذیل ہے:

- اگر کسی نے کپڑا خریدا اسے کاٹا اور اس میں عیب پایا تو اپنے نقصان کا بائع رجوع کرے گا واپس نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ کپڑے کو کاٹنا یہ نیا عیب لگا دینا ہے اور نیا عیب لگ جانے کی وجہ سے مبیع واپس نہیں ہو سکتا۔
- اور اگر بائع کہتا ہے میں نقصان تمہیں نہیں دوں گا بلکہ اسی طرح مبیع واپس قبول کرتا ہوں تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔
- اسی طرح اگر کسی نے کپڑے کو کاٹ لیا پھر اسے سی لیا یا رنگ لیا پھر عیب پر مطلع ہوا تو اپنے نقصان کا رجوع کرے گا۔
- اور اس صورت میں بائع اسے اپنے پاس نہیں رکھ سکتا کیونکہ مشتری نے اس میں ایسا اضافہ کر دیا ہے جو اسے جدا نہیں ہو سکتا۔
- اسی طرح کسی نے غلام خریدا پھر اسے آزاد کر دیا یا مشتری کے ہاں غلام فوت ہو گیا پھر مشتری عیب پر مطلع ہوا تو وہ اپنے نقصان کا رجوع کرے گا۔
- اگر آقا نے غلام کو قتل کر دیا یا کھانا تھا وہ کھا لیا اور اب عیب پر مطلع ہوا تو امام صاحب کے نزدیک رجوع نہیں کر سکتا جبکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ رجوع کر سکتا ہے اس لیے کہ غلام اسی کا ہے اور دنیاوی احکام میں غلام کو قتل کرنے پر آقا کو سزا نہیں دی جاتی تو یہ طبعی موت کی

طرح ہو گیا۔ جبکہ امام صاحب کی طرف سے دلیل یہ بیان کی گئی کہ کوئی بھی قتل ایسا نہیں جس کی ضمان نہ ہو لہذا یہاں ضمان واپس نہ کرنے کی صورت میں ہو گی۔

سوال: ہر عیب سے براءت کی شرط پر بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہر عیب سے براءت کی شرط پر بیع کرنا صحیح ہے اگرچہ عیوب کا نام ذکر نہ کرے اور اس میں موجودہ اور قبضہ سے پہلے پیدا ہونے والا ہر عیب شامل ہو گا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس شرط پر بیع کرنا صحیح نہیں کیونکہ حقوقِ مجہولہ سے براءت ان کے نزدیک صحیح نہیں جبکہ ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں یہ جہالت صحتِ بیع سے مانع نہیں کیونکہ یہ منازعۃ (جھگڑے) کی طرف لے جانے والی نہیں۔

باب بیع الفاسد

سوال: جب بیع میں دونوں عوض یا ایک عوض حرام ہو یا مال نہ ہو تو بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں باطل ہو گی جیسے: مردار کی مردار کے ساتھ بیع کرنا یا مردار کی شراب کے ساتھ بیع کرنا یا خنزیر کے ساتھ۔

سوال: ام ولد، مدبر اور مکاتب کی بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب :ان کی بیع فاسد ہے۔

سوال: کون کون سی چیزوں کی بیع جائز نہیں ہے؟

جواب: پانی میں مچھلی کی بیع شکار سے پہلے جائز نہیں ہے۔ اسی طرح ہوا میں اڑتے پرندے کی بیع جائز نہیں ہے۔ اسی طرح پیٹ میں حمل کی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح بھیڑ کے اوپر اون کی بیع جائز نہیں ہے۔ تھنوں کے اندر دودھ کی بیع جائز نہیں ہے۔ بیع ملامسہ، بیع مضابنہ جائز نہیں ہے۔ کپڑے میں سے ایک گز کی بیع جائز نہیں ہے۔

سوال: اگر کسی نے غلام بیچا اس شرط پر کہ مشتری اسے آزاد کرے گا یا مدبر بنائے گا یا مکاتب یا کسی نے لونڈی بیچی اس شرط پر کہ مشتری اسے ام ولد بنائے گا تو بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں بیع فاسد ہے۔

سوال: اگر کسی نے غلام بیچا اس شرط پر کہ بائع اس سے ایک مہینہ خدمت لے کر سپرد کرے گا یا گھر بیچا اس شرط پر کہ بائع ایک مہینہ رہنے کے بعد سپرد کرے گا تو بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں بیع فاسد ہے۔

سوال: اقالہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اقالہ جائز ہے بیع میں بائع اور مشتری کے لیے پہلے ثمن کے ساتھ اور اگر بائع زیادہ ثمن کی شرط لگائے تو یہ شرط باطل ہے۔

سوال: بیع مرابحہ اور تولیہ کی تعریف کریں؟

جواب: کوئی چیز خرید کر اسے آگے مہنگی بیچنا یہ بیع مرابحہ ہے اور چیز خرید کر اس کو اسی ثمن میں بیچنا یہ تولیہ ہے۔

باب الرِبا

سوال: ربا کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کر دیں؟

جواب: ربا کا لغوی معنی ہے زیادتی اور اصطلاحا ایسی زیادتی جو عوض سے خالی ہو۔ ربا ہر مکیلی اور موزونی چیز میں حرام ہوتا ہے جب اس کی جنس کے ساتھ بیع کی جائے۔

سوال: ربا کی علت کیا ہے؟

جواب: احناف کے نزدیک ربا کی علت قدر مع الجنس ہے۔

سوال: کب کمی بیشی کے ساتھ بیع جائز ہے؟

جواب: جب بیع میں جنس اور قدر دونوں پائی جائیں تو بیع کمی بیشی کے ساتھ نقد بھی ناجائز ہے اور ادھار بھی ناجائز ہے۔ اور اگر قدر اور جنس میں سے ایک چیز پائی جائے اور دوسری نہ پائی جائے تو نقدی ناجائز ہے اور ادھار جائز ہے۔ اور اگر قدر اور جنس دونوں نہ پائی جائیں تو نقدی اور ادھار دونوں طرح بیع کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے۔

سوال: مکیلی اور موزونی چیزیں کون کون سی ہیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کے مکیلی ہونے پر نص فرمائی وہ مکیلی ہی رہیں گے اور جن کے موزونی ہونے پر آپ نے نص فرمائی وہ موزونی رہے گی اگرچہ لوگوں نے ان میں کیل اور وزن چھوڑ دیا

ہو جیسا کہ سونا اور چاندی اور جس میں نص موجود نہیں تو وہ لوگوں کی عادت پر محمول ہے یعنی اگر لوگ اسے مکیلی شمار کرتے ہیں تو وہ مکیلی ہو گی اور موزونی شمار کرتے ہیں تو وہ موزونی ہو گی۔

سوال: کیا گوشت کی بیع زندہ جانور کے ساتھ جائز ہے؟

جواب: گوشت کی بیع کرنا حیوان کے ساتھ امام صاحب اور امام ابویوسف رحمت اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے جبکہ امام محمد فرماتے ہیں یہ جائز نہیں ہے حتی کہ گوشت زیادہ ہو اس گوشت سے جو حیوان میں ہے تا کہ گوشت گوشت کے برابر ہو جائے اور زیادتی اس کے مقابلے میں ہو جائے جو اس میں دیگر چیزیں ہیں۔

باب بیع السلم

سوال: بیع سلم کن چیزوں میں جائز ہے؟

جواب: بیع سلم مکیلی، موزونی اسی طرح گنی جانے والی چیزوں میں جائز ہے جن کی اکائیوں میں فرق نہیں ہوتا جیسا کہ اخروٹ، انڈے اور ماپی جانے والی چیزیں۔

سوال: کن کن چیزوں میں بیع سلم جائز نہیں ہے؟

جواب: حیوان میں بیع سلم جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کے اعضاء میں اور نہ ہی کھال کی جائز ہے۔

سوال: بیع سلم کے صحیح ہونے کے لیے کتنی شرائط ہیں؟

جواب: بیع سلم کے صحیح ہونے کے لیے سات شرائط ہیں:

- جنس معلوم ہو۔
- نوع معلوم ہو۔
- صفت معلوم ہو۔
- مقدار معلوم ہو۔
- مدت معلوم ہو۔
- راس المال کی مقدار معلوم ہو۔
- اور اس جگہ کا علم ہو جہاں مسلم فیہ ادا کرے گا۔

بیع صرف کے احکام

سوال: صرف کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کر دیں؟

جواب: صرف کا لغوی معنی ہے زیادتی جیسا کہ امام خلیل نے فرمایا اس لیے نفلی عبادت کو نافلہ کہتے ہیں کیونکہ یہ فرائض پر زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ اصطلاحی معنی ہے ثمن کا ثمن کے بدلے تبادلہ کرنا اور بیع صرف کو صرف اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں اسے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف پھیرا جاتا ہے۔

سوال: کیا سونے کی سونے کے ساتھ اور چاندی کی چاندی کے ساتھ بیع جائز ہے کمی بیشی کے ساتھ؟

جواب: سونے کی سونے کے ساتھ بیع کرنا، اسی طرح چاندی کی چاندی کے ساتھ بیع کرنا برابر برابر جائز ہے جبکہ کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونے کی بیع سونے کے ساتھ برابر برابر، ہاتھوں ہاتھ ہو اور زیادتی سود ہے۔ اسی طرح حضور نے فرمایا کہ اس کا اعلی اور گھٹیا برابر ہیں۔

سوال: کیا بیع حرف میں دونوں عوضوں پر قبضہ ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں بیع صرف میں دونوں عوضوں پر قبضہ ضروری ہے اس لیے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: کہ اگر وہ تجھ سے اتنی مہلت طلب کرے کہ اپنے گھر میں وہ داخل ہونا چاہیے تو اس کو اتنی مہلت بھی نہ دو۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک پر قبضہ ضروری ہے تاکہ یہ عقد ادھار ہونے سے بچ جائے اور دوسرے کا قبضہ بھی ضروری ہے تاکہ مساوات ثابت ہو جائے اور سود نہ پایا جائے۔

سوال: کیا سونے کی چاندی کے ساتھ بیع کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے؟

جواب: جی ہاں سونے کی چاندی کے ساتھ بیع کرنا یہ جائز ہے اگرچہ وہ کمی بیشی کے ساتھ ہو کیوں کہ جنس نہیں پائی جارہی لیکن قبضہ اس صورت میں بھی ضروری ہے اگر قبضہ نہ کیا تو عقد باطل ہو جائے گا۔

ہماری دیگر کتب کے نوٹس اور مختصر تالیفات کے نام

- فتاویٰ شامی کتاب الطلاق کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- کتاب البیوع کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- کتاب الوقف کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- المعتقد المنتقد کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- عقیدۂ طحاویہ کے معروضی سوالات۔
- اجل الاعلام کا خلاصہ اور نقشہ جات۔
- نور الایضاح کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- قدوری شریف کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- ھدایہ شریف جلد ثالث کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- کافیہ کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- ہدایۃ النحو کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- مرقات کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر کے نوٹس سوالاً جواباً
- مناظرہ رشیدیہ کی تعریف۔
- تلخیص المفتاح کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- اصول الشاشی کے نوٹس سوالاً جواباً

- المعتقد المنتقد کے معروضی سوالات۔
- علم حدیث اور فقہاء احناف۔
- امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حیات و خدمات۔
- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حیات و خدمات۔
- سیرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔
- حجیت حدیث اور منکرین حدیث کا رد۔
- ویلنٹائن ڈے ایک تحقیقی مقالہ۔
- محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اور انسانی حقوق۔
- قواعد النحو۔
- سات روزہ دورۂ نحو۔
- تراجم المصنفین۔
- وغیرہ مختصر و مطول کتب۔

یہ سب کتب اور نوٹس پڑھنے اور فری ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے گوگل پر اُردو میں سرچ کریں: احمد نواز قادری عطاری کے نوٹس۔

احمد نواز قادری عطاری جلالی